ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

پاکستانی رومانی افسانہ اور اشفاق احمد کا تصورِ محبت

PAKISTANI ROMANTIC SHORT STORY AND ASHFAQ AHMAD'S CONCEPT OF LOVE

*کرن اسلم

لیکچرار شعبہ اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور

**محسن نواز بسراء

پی ایچ۔ڈی سکالر اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

***ڈاکٹر آمنہ رفیق

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور کیمپس

ABSTRACT:

Romance and romanticism has a great impact on Urdu Literature. Romantic Urdu afsana has been written before the partition of sub-continent. Many Pakistani short story writers has started their career as "Afsana Nigar" before the Pakistan came into being. After the partition of Hindustan, people were so much depressed and scattered in both sides of boarder. At that time, in Pakistan, many writers created some characters showing love and affection to console the Pakistanis in their hardest time of life. Ashfaq Ahmad, a renowned fiction and non-fiction writer of Urdu literature, is one of them. He has a mystical nature in his concepts of love. Ashfaq Ahmed has multidimensional aspects in his personality as an author. He was a short story writer, columnist, playwright, a translator, poet and played a famous character of Talqeen Shah in Radio drama. His short stories and dramas 'collections like " Aik Muhabbat Safo Asany" " Subhaany Fsaney" " Ujley Phool" "Tota Kahani" and " Tilissim Hosh Afza" " Aik Muhabbt So Dramay" " Mann Chalay ka Sauda" etc. Present his philosophy of love and affection very deeply. His writings are a beautiful combination of love and Sufism and present different shapes of love. He knew well what the love is. He is a realistic writer. He presented love and affection in a very simple and pure way. This emotion makes a person a great human being, without the appropriation of religion. His philosophy of love and affection based on scarifies.

Key Words: Romanticism, Fiction, Ashfaq Ahmad, Philosophy of love, Sufism, Presentation of love, Ideology of affection.

رومان کے لُغوی اور اصطلاحی مفہوم سے متعلق مختلف زبانوں میں تفاصیل ملتی ہیں۔ جو اس لفظ کی درست تعبیر میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ عربی زبان میں رومان سے مراد مقبولِ عام رزمیہ داستان ہے۔ کوئی محیر العقول، جذباتی افسانہ یا ناول جس کے اندر سوسائٹی کی محض خیالی اور فوق المعادہ اور حیرت انگیز تصویریں، غیر معمولی سوانح کے ساتھ متشکل ہوں۔ اصنام خیالی کی جذباتی کہانیاں جو روزمرہ زندگی سے ماورا اور ایک گونہ مثالی ہوں۔[۱] رومان کے معنی محبت اور عشق کی کیفیت کے بھی لیے جاتے ہیں۔ جب ادب کے حوالے سے بات کی جاتی ہے تو اس سے مراد ایسا اُسلوب لیا جاتا ہے، جس میں ماورائی تصورات یا نفسِ مضمون کو ہیئت اور طرزِ ادا پر فوقیت دی جاتی ہے۔ ادب کی وہ صنف جس میں غیر حقیقی باتیں کی جائیں۔ عشق و محبت کی فرضی داستان، حیرت انگیز واقعہ جس میں کسی سُورما کی مہمات کا ذکر ہو۔ اس کے علاوہ رومان کے زمرے میں ادب کی وہ تخلیقات شامل کی جاتی ہیں جن میں حُسنِ فطرت کی دل آویزیوں، نسوانی حسن کی دل فریبیوں اور نزاکت و نفاست کو اہمیت دی جاتی ہے اور ایک خاص قسم کی پُر کیف اور سرُور آگیں فضا بھی احاطہ کیے ہوئے ہوتی ہے۔ [۲]

رومان کی ایک تعریف کشاف تنقیدی اصطلاحات میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

"پہلے پہل یہ لفظ (رومانس) قدیم فرانسیسی زبان کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ بعد میں قدیم فرانسیسی کے علاوہ رومانس کا اطلاق اطالوی، پُرتگالی اور رومانین پر بھی ہونے لگا کیوں کہ یہ بھی رومن (لاطینی) سے ہی تھیں۔ ایک زمانے میں رومانس کا اطلاق ہر فرانسیسی ادب پارے پر ہوتا تھا کیوں کہ ان ادب پاروں میں سے بیشتر سُورماؤں کے کارناموں پر مشتمل تھے، اس لیے بعد میں "رومانی" ایک اصطلاح کے طور کسی بھی زبان کے ایسے قصّوں کے لیے مخصوص ہو گیا جن میں سُورماؤں کی مہمات کا ذکر ہوا ہو۔" ۳

رومان ایک ایسا لفظ ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ ایک ادبی اصطلاح بن گیا اور اس نے ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ بارھویں صدی کے اوائل سے قدیم فرانس میں شروع ہونے والا "رومانس" کا یہ سلسلہ اٹھارویں صدی کے اختتام تک ایک ادبی تحریک بن کر سامنے آیا، جسے رومانی تحریک کا نام دیا گیا۔ رومانیت ایک خاص طرزِ احساس کا نام ہے۔ ایک ایسا طرزِ احساس جس میں فکر کے مقابل تخیل کی گرفت مضبوط ہو۔ زندگی اور معاملاتِ زندگی کو پرکھنے کا ایک معیار اور پیمانہ رومانیت بھی ہے۔ بقول ڈاکٹر سیّد عبداللہ "رومانیت میں تخیل کی آزادی ایک اہم عنصر ہے۔ رومانیت مروجہ اخلاقیات سے گریزاں ہے لیکن اس کی اپنی بھی ایک اخلاقیات ہے۔" ۴ رومانیت کے ضمن میں بیان کی جانے والی تمام خصوصیات انسانی زندگی کا حصّہ ہیں۔ ایک سطح پر رومانیت کو انسانی ذہن کی تعمیری قوت بھی کہا جا سکتا ہے، کیوں کہ یہ قوت انسانی ذہن کی تخریبی قوتوں کو کمزور تر بنانے میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔

اُردو ادب میں رومانی تصور حالات و واقعات کے مطابق اپنی صورت تبدیل کرتا رہا ہے۔ جب سماج، حالات و واقعات کے زیرِ اثر اپنی خواہشات، ضروریات اور مطالبات میں تبدیلی لاتا ہے تو ادب کے تصورات بھی اس کے تابع ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُردو داستانوں میں نظر آنے والا تصورِ رومانیت، ناولوں اور افسانوں سے مختلف ہے۔ اُردو رومانی افسانہ نگاری میں "محبت" کو بنیادی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اُردو رومانی افسانے کی فکری اور معنوی صورت کے تعین میں برِ صغیر کی داستانوی روایت نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ رومانی تحریک سے قطع نظر اگر اُردو ادب میں رومانیت کی روایت پر غور کیا جائے تو اُردو کی داستانیں رومانی طرزِ احساس کا نقطہ آغاز دکھائی دیتی ہیں۔

اُردو افسانہ نگاری کی تاریخ میں رومانی افسانہ بنیادی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ آغاز ہی سے اُردو افسانہ دو نمایاں رجحانات کے ساتھ سامنے آیا۔ ایک تخیلی رجحان اور دوسرا حقیقت پسندی کا۔ یہ دونوں رجحانات شروع میں الگ الگ لیکن پہلو بہ پہلو چلتے رہے۔ تقسیمِ ہند کے بعد پاکستانی افسانہ نگاروں میں ایسے افسانہ نگار زیادہ تھے جنھوں نے تقسیم سے پہلے ہی ادبی زندگی کا آغاز کر دیا تھا۔ جن میں سعادت حسن منٹو، خدیجہ مستور، انتظار حسین، حجاب امتیاز علی، قدرت اللہ شہاب، قرۃ العین حیدر، ممتاز مفتی، اشفاق احمد، بانو قدسیہ، احمد ندیم قاسمی، حسن عسکری، عزیز احمد اور میرزا ادیب کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان افسانہ نگاروں نے تقسیم کے بعد پیدا ہونے والی صورتِ حال کے مطابق شاہ کار افسانے تخلیق کیے۔ بے وطنی کے کرب میں لوگ ذہنی بے سکونی کا شکار ہوئے۔ ماحول میں تناؤ بڑھا۔ سماجی و تہذیبی تصادم اور کش مکش کا دور شروع ہوا۔ فرد کی بے بسی اور تنہائی موضوع بنی۔ فرقہ وارانہ فسادات پر بھی لاتعداد افسانے لکھے گئے۔ ایسے ماحول میں افسانوی دنیا میں ایسے کردار تخلیق ہوئے جنھوں نے ہجرت کے غم میں بکھرے ہوئے افراد کو سمیٹنے کی کوشش کی۔ اس حوالے سے منٹو کا ٹوبہ ٹیک سنگھ، احمد ندیم قاسمی کا پرمیشر سنگھ، اشفاق احمد کا اللہ بخش اور داؤ جی اور غلام ثقلین نقوی کا شیدا نمبردار کا نام لیا جا سکتا ہے۔ مثالی کرداروں کے ذریعے افسانہ نگاروں نے اپنے عہد کی صداقتوں کو نمایاں کرنے کی کوشش کی۔ مثالی کرداروں نے اعلیٰ انسانی جذبات، سماجی اقدار کی سربلندی کی علامت بن کر اُردو افسانے کی رومانیت کو نئی وسعت سے ہمکنار کیا۔

پاکستانی افسانہ نگاروں نے کبھی ماضی میں پناہ لی تو کبھی احساسِ شکست کے المیے لکھ کر اپنی جذبات کا اظہار کیا۔ ان افسانہ نگاروں کے قصّوں میں اُداسی، افسردگی، مایوسی اور رومانیت کے عناصر دکھائی دیتے ہیں۔ اس کے بعد افسانے کی روایت سے رشتہ توڑ کر حقیقت پسندی اور رومانیت کی یکجائی کے ساتھ اپنے خیالات کو مربوط کر کے پیش

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

کیا جانے لگا۔ پاکستانی رومانی افسانے کے نمایاں رجحانات میں فرد کی تلاش، شناخت یا بازیافت اور تعمیری خواہش ملتی ہے۔ تقسیم کے بعد افسانے کا رومانی طرزِ احساس، انفرادیت سے اجتماعیت کی جانب سفر کر گیا تھا۔ یہاں رومانیت کھوئے ہوؤں کی جستجو سے جنم لینے لگی۔ انتظار حسین، قرۃ العین حیدر، ممتاز مفتی جیسے افسانہ نگاروں کے کردار رازِ ہستی کی تلاش میں نکلنے لگے۔ خدیجہ مستور کی کہانیوں میں رومان اور جنسی رجحان کی آمیزش رہی۔ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستانی رومانی افسانے کے توسّل، زندگی کی حقیقتوں کو رومانی انداز میں پیش کیا جانے لگا۔ پاکستان میں رومانی رجحان رکھنے والے چند افسانہ نگاروں میں ممتاز مفتی، غلام الثقلین نقوی، اشفاق احمد، بانو قدسیہ، انتظار حسین، اے حمید، ممتاز شیریں، قرۃ العین حیدر، جمیلہ ہاشمی اور الطاف فاطمہ کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان افسانہ نگاروں نے حقیقت پسندی، فطرت نگاری، فرد کی نفسیاتی کش مکش، جنس نگاری اور تہذیبی و ثقافتی رجحانات کو نمایاں کرتے ہوئے رومانیت کے تصوّر کو وسعت عطا کی۔

"محبت" ایک ایسا جذبہ ہے جسے ہم "اشرف الاجذبات" کہیں تو بے جا نہ ہو گا۔ اس انمول جذبے پر ہی اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی بنیاد رکھی تھی۔ اس جذبے میں اتنی ہی گہرائی اور گیرائی ہے جتنی کہ اس کائنات میں۔ محبت، کسی بھی رنگ میں ہو، کسی بھی روپ میں جلوہ گر ہو، زندگی کو جنت بنا دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ عشق، محبت، صداقتوں کی صداقت اور دینِ فطرت ہے اور اس کا ادراک اشفاق احمد کو بھی ابتدا ہی سے رہا۔ اشفاق احمد، اُردو ادب کا ایک معتبر حوالہ ہیں۔ ایک نا قابلِ فراموش داستان گو ہیں۔ جن کے ذکر کے بغیر پاکستان میں افسانے کی تاریخ مکمل نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک صداکار، ڈرامہ نگار، افسانہ نگار، مترجم، مفکر، شاعر، مقرر، تجزیہ نگار، کالم نگار، مذہبی شخصیت اور صوفی بھی تھے۔ ان کی شخصیت میں یہ سب پہلو بھرپور انداز میں انھیں ایک متنوع الجہات شخصیت بنا دیتے ہیں۔

امجد اسلام امجد نے اشفاق احمد کو رجحان ساز ڈراما نگار کہا۔ ڈرامے کے ساتھ ساتھ انھوں نے فلم پر بھی طبع آزمائی کی۔ اس بارے میں ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں: "۔۔۔وہ فلم سازی کے جدید تصورات سے آگاہ اور جدید تکنیک کے رمز شناس تھے اور اسی انداز پر اُنھوں نے خود بھی ایک فلم پروڈیوس کی۔" ۵؎ اشفاق احمد نے ریڈیو پر بھی کام کیا اور ان کا پروگرام "تلقین شاہ" بہت مقبول ہوا۔ پی ٹی وی پر ان کے پروگرام "زاویہ" نے شہرت کی بلندیوں کو چھوا۔ اشفاق احمد نے اپنا ما فی الضمیر بیان کرنے کے لیے کم و بیش تمام اصنافِ نثر کو استعمال کیا اور ہر اظہار میں اُن کے تصورِ عشق اور محبت کو محسوس کرنا مشکل نہیں ہے۔

ریاض الرحمٰن ساغر نے اشفاق احمد کے بارے میں لکھی گئی اپنی ایک نظم "داستاں کہتے کہتے۔۔۔" کا خوب آغاز کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ۶؎

وہ سر تاپا محبت تھا

عجب شیریں سُخن، رشکِ بیاں تھا

جو انسان بقول ریاض الرحمٰن ساغر، "سر تاپا محبت تھا" اس کی ہر بات میں کسی نہ کسی طرح عشق و محبت کا پہلو نکل ہی آتا ہے۔ اشفاق احمد، انسانوں کی اس قبیل میں سے تھے، جن کا خمیر ربِ کائنات نے محبت کی مٹی سے اُٹھایا ہے۔ محبت کا نصب العین مکمل انسانی سماج ہے، یعنی ایسا انسانی معاشرہ جس میں محبت کے بدلے محبت ملے، کیوں کہ محبت اپنے مزاج میں انصاف پسند ہے۔ وہ محبت کے بدلے میں محبت دینے میں کوتاہی پسند نہیں کرتی۔ نصب العینی معاشرے میں محبت دو افراد کے درمیان کا رشتہ نہیں رہتی، نہ ہی دو افراد کو ساری دنیا سے الگ کر کے خوابوں کے کسی جزیرے پر پہنچا دیتی ہے، کیوں کہ یہ سماجی زوال کی علامت ہے۔ ۷؎ محبت تو انسان کو محبوب سے جڑے تمام رشتوں سے محبت کرنا سکھاتی ہے۔

اشفاق احمد کے یہاں انسانیات کی فلاح کا جذبہ بدرجہ اتم دکھائی دیتا ہے۔ یہ جذبہ درحقیقت عشق اور محبت ہی کی دین ہے۔ اشفاق احمد افسانہ لکھتے وقت، محبت، رومان اور روح کے غلاف کی تثلیث میں ایسے کرداروں کی تخلیق کرتے ہیں جو تقدیر کے ہاتھوں کٹھ پتلیوں کی طرح ناچتے ہیں۔ ۸؎ محبت، اشفاق احمد کے فلسفہ حیات کا محور ہے۔ چھوٹے چھوٹے واقعات کو وہ اپنے حسنِ بیان سے یوں سنوارتے ہیں کہ زندگی کی حقیقتیں ایک خوبصورت کہانی کا روپ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

دھارلیتی ہیں۔وہ محبت کو مرکز بنا کر زندگی کے رومان اور دیگر دلچسپیوں کا اظہار بھی کرتے ہیں اور پھر اس کے خاتمے پر کسی لوک دانش کا اظہار بھی کر جاتے ہیں۔

افسانے اور محبت کا رشتہ بہت پرانا ہے۔انسان نے جب چوپال اور کبھی گھر کے چولہے کے آس پاس بیٹھ کر داستان اور قصّے، کہانیاں بیان کرنے کی روایت کا آغاز کیا تو ان داستانوں کے لیے موضوع "محبت" ہی منتخب کیا۔وقت بدلا اور یہی قصّے، کہانیاں قلم کی زبان سے بیان ہوتی ہوئی کتاب کی صورت اختیار کر گئیں اور اسی ذوق و شوق سے پڑھی جانے لگیں۔افسانوں میں عام طور پر پیش کی جانے والی محبت ایک مخصوص دائرے میں گردش کرتی ہے۔جس میں دو افراد، ایک نوجوان مرد اور ایک نوجوان عورت، ایک دوسرے کی محبت میں دیوانے ہوئے جاتے ہیں اور جنھیں دنیا کی پروا نہیں رہتی۔وہ دونوں دنیا سے الگ ہو کر اپنی دنیا آباد کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں۔افسانوں میں یہی محبت دل فریب مانی جاتی ہے۔بقول سیّد وقار عظیم:

> "عشق کا یہی افسانہ ہے۔جسے ہر قوم نے اپنے ابتدائی احساس سے لے کر تہذیب کی انتہائی ترقی تک پہنچنے کے بعد دہرایا ہے۔ہر قوم اس فریب میں گرفتار ہوئی اور اس نے اسے اپنی سب سے بڑی خوبی جانا ہے۔ہر قوم نے اسی محبت کو اپنی اور دنیا کی تخلیق کا راز سمجھا،لیکن باوجود اس خیال میں متفق ہونے کے مختلف قوموں نے جس طرح اس عشق کا اظہار کیا، وہ ایک دوسرے سے جدا گانہ ہے۔اور ادب میں عموماً اور افسانے میں خصوصاً اس اختلاف نے ایک سے زیادہ ایک دل کش شکلیں اختیار کر لی ہیں۔" ۹

اشفاق احمد کے نظریہ محبت کی بنیاد قربانی پر ہے۔ان کی نظر میں گھر اور گھریلو زندگی کی اصل اکائی محبت ہے۔گھریلو زندگی میں یوں تو معاشرتی زندگی کے سب رشتے محبت کے اس وسیع مفہوم کے ترجمان ہیں لیکن بچوں کا وجود محبت کی سب سے سچی اور مکمل تفسیر ہے۔اشفاق احمد اپنے افسانوں میں گھریلو کرداروں کا انتخاب کرتے ہیں۔چھوٹی چھوٹی باتوں اور واقعات سے دل کی تہیں کھول کر رکھ دیتے ہیں۔ان کے ہاں عشق ومحبت کا جذبہ اپنی اتھاہ گہرائیوں میں نظر آتا ہے۔ان کے ہاں محبت کا جذبہ اپنی بلندیوں میں آسمان کی رفعتوں کو چھوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ڈاکٹر محمد عالم خاں اس بارے میں لکھتے ہیں:" وہ کسی کردار سے، ایک ادا یا ایک اشارے سے محبت کی بلندیوں اور گہرائیوں کو بیان کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔" ۱۰

اشفاق احمد کے یہاں جو عام عشق و محبت کی کہانیاں ملتی ہیں، ان کا رنگ روپ عام روش سے ہٹ کر ہے۔ان کے افسانوں میں جو محبت موجود ہے اس کے گرد معصومیت کا ایک خوبصورت ہالا نظر آتا ہے۔ان افسانوں میں وہ محبت نہیں ملتی جو دل کو دیوانہ بنا دے اور زندگی سے بیگانہ کر دے۔ان افسانوں میں پائی جانے والی عشق و محبت کی داستان، انسان سے جڑے تمام رشتوں سے محبت پر اکساتی ہے۔ان افسانوں میں محبت کرنے والے، سادہ و معصوم فضا میں سانس لیتے ہیں۔ اشفاق احمد کے رومانی رویے میں پسندیدہ موضوعات ،محبت، گھریلو زندگی اور معصوم بچے ہیں۔

اشفاق احمد اپنے افسانوں میں محبت کی مختلف جہتوں کو اُجاگر کرتے ہیں۔ان کے ایک افسانے "ماسٹر روشی" میں اشفاق احمد لکھتے ہیں:

> "اگر میں سارے جہاں کی بولیاں بولوں اور تمام دنیا کے علم حاصل کر لوں، لیکن محبت نہ کروں تو میں ٹھنٹھناتا ہوا پیتل اور جھنجھناتی ہوئی جھانجھ ہوں۔" ۱۱

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

اشفاق احمد نے افسانوں میں بظاہر محبت کو مرکز بنایا ہے لیکن وہ اس جذبے کی قندیل سے زندگی کے دوسرے پہلوؤں کو روشن کرتے ہیں۔"ایک محبت سو افسانے، اجلے پھول، سفر مینا" میں محبت کا جذبہ لطافت کی پھوار بن کر اترتا اور پڑھنے والوں کو شرابور کر ڈالتا ہے۔۱۲ اشفاق احمد کے تصورِ عشق و محبت میں بنیادی نقطہ خیر اور نیکی کی فضا کو قائم کرنا ہے۔اصلاحی اور تعمیری کام، جبر اور تحکم سے نہیں، لطف اور اخوت سے انجام پاتے ہیں۔اصلاح، حکومت کی نہیں، محبت کی محتاج ہوا کرتی ہے۔انسان اپنی سرشت میں کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ وہ کسی کے میٹھے بول پر تو جان قربان کر سکتا ہے لیکن اقتدار اور جبروت کے مقابلے میں سرکشی سے باز نہیں رہ سکتا۔ایک محبت سو افسانے کا پہلا افسانہ "توبہ" اسی بات کا غماز ہے۔افسانے میں ایک نوجوان بیٹا، والدین کے انعام و اکرام یا قہر اور غضب سے سگریٹ نوشی ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا لیکن دل کے راستے اثر کرنے والی، کسی کی نگاہِ التفات کے اشارے پر سگریٹ کے پیکٹ ہمیشہ کے لیے مسل کر پھینک دیتا ہے۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے مطابق ا شفاق احمد اپنے افسانوں میں پیش کیے گئے نظریہ محبت کے بارے میں کہتے ہیں:"میرا مقصد یہ ہے کہ انسان کے دل میں محبت پیدا ہو اور لوگ ایک دوسرے کے قریب آئیں، معاشرے میں ہم آہنگی اور یکجہتی کی فضا پیدا ہو۔" ۱۳ اشفاق احمد کی افسانہ نگاری کا آغاز نظریہ محبت سے ہوا۔"گڈریا" میں "داؤ جی" کا کردار محبت کے جذبے سے مالا مال ہے۔مخالفین بھی اس افسانے کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں۔داؤ جی کے کردار پر افسانے کے اہم ناقد نذیر احمد یہ اعتراضات کرتے ہیں کہ:

> "افسانہ نگار نے جو عمارت کھڑی کی ہے اس پر داؤ جی کے کردار کو بحیثیت مجموعی بہت عجیب و غریب اور بے ڈھنگا بنا دیا ہے۔وہ مذہباً ہندو ہے لیکن آیاتِ قرآنی کا ورد کرتا ہے۔فارسی اشعار کا رسیا ہے۔ اس کا ظاہر ہندوانہ،باطن مومنانہ۔۔داؤ جی پر یہ سارا بوجھ اس لئے لادا گیا ہے کہ اسے انسان دوستی کی علامت بنایا جا سکے۔" ۱۴

ڈاکٹر انوار احمد اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ اگر ہم ان اعتراضات کے جواب کے لیے داؤ جی سے ہی رجوع کریں تو اس کے کلام کا اخلاص اس تضاد کو حل کر دیتا ہے۔ ۱۵ جو اس کی ہندوانہ چوٹی اور مومنانہ کردار میں دکھائی دیتا ہے۔ڈاکٹر انوار کے الفاظ کی تصدیق کے لیے داؤ جی کے الفاظ ملاحظہ کیجیے:

> "میں ذات کا گڈریا، میرا باپ منڈاسی کا گوالا، میں جہالت کا فرزند، میرا خاندان ابو جہل کا خانوادہ، اور آقا کی ایک نظرِ کرم، حضرت کا ایک اشارہ، حضور نے چنتو کو منشی چنت رام بنا دیا، لوگ کہتے ہیں، منشی جی، میں کہتا ہوں رحمتہ اللہ علیہ کا کفش بردار۔" ۱۶

اِسی طرح داؤ جی کے کردار سے درج ذیل مثالیں بھی دیکھی جاسکتی ہیں:

> "میں تو اس کے کتوں کا بھی کتا ہوں، جس کے سر مطہر پر مکّے کی ایک کم نصیب بڑھیا غلاظت پھینکا کرتی تھی۔"۱۷
>
> "(سر پر بودی) میری مرحوم ماں کی نشانی ہے اور مجھے زندگی کی طرح عزیز ہے۔" ۱۸

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

داؤ جی کے علم کا جا دو بھی محبت کے دم سے ہی قائم ہے۔معاشرے کے دیگر رشتوں میں بھی محبت ہی کی حکمرانی ہے۔ہندو کو مسلمان سے، پڑوسی کو پڑوسی سے، انسان کو جانور سے ایسی محبت ہو سکتی ہے کہ اس کے اِخلاص کی چاشنی میں سارے فریب گم ہو جاتے ہیں۔اس جذبے کی طاقت بڑے سے بڑے دشمن کو دوست میں بدل دیتی ہے۔"تلاش" ، "بابا" اور "امی" کی تخلیق اسی جذبہ محبت نے کی ہے۔

"بابا "افسانے میں پوتے کے لیے دادا کی محبت محسوس کرتے ہوئے ایلن اپنے شوہر وحید سے پوچھتی ہے: " تمہارے دیس میں سارے دادے اپنے پوتوں سے کیا ایسا ہی پیار کرتے ہیں۔" ۱۹ یہی محبت "امی" کے منہ بولے جواری بیٹے کے لبوں پر آخری وقت میں موت سے مہلت کی اپیل بن کر ناچتی ہے۔یہی محبت ٹی بی وارد میں بیٹرس کو اتنی قوت اور اعتماد دیتی ہے کہ وہ نہ صرف ناک پر حفظ جان کا رومال نہیں رکھتی بلکہ اپنا خون بھی مریضوں کو دیتی پھرتی ہے۔یہ محبت انسانی اور جسمانی سطح پر بھی ہے، مگر اشفاق احمد کے محبت کرنے والے تمام کردار اپنے دکھ اور ملال سے پہچانے جاتے ہیں۔" ۲۰

اشفاق احمد کی افسانہ نگاری میں زندگی کی دوسری حقیقتوں کی عکاسی بھی ملتی ہے لیکن ان میں بھی رومانی رویہ ساتھ ساتھ نظر آتا ہے اور جب یہ حقیقتیں سماجی رویوں سے ماورا ہو کر روحانی مسائل میں ڈھلنے لگیں تب اشفاق احمد کی رومانیت اور جذبہ عشق نے ایک نئے رنگ کا چولا پہنا اور محبت کا انفرادی رویہ اجتماعی محبت میں ڈھل گیا۔ہر کہانی، ہر حقیقت کا محور ایک ہی ہے، "محبت" اور اس کی کارفرمائی اشفاق احمد کے ہر دور کے افسانوں میں نظر آتی ہے۔ان کے ہاں جذبے اور فکر میں توازن اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ان کے ہاں محبت کی ہر کہانی کے آغاز اور پھیلاؤ میں زندگی کی صداقتیں ملتی ہیں۔ان کی زبان میں تاثیر اور شگفتگی ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ کہنے والا یقین سے محروم ہو تو سننے والا تاثیر سے محروم رہتا ہے۔اشفاق احمد کے زبان و بیان کی تاثیر بھی اسی یقین کی دین ہے جو کہ محبت کا جذبہ انسان کو دیتا ہے۔طاہر مسعود، اشفاق احمد کے نظریہ محبت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اشفاق احمد کے افسانوں کا مرکزی موضوع محبت کا بنیادی اور جبلی جذبہ ہے جو نئی جہتوں اور نئے

زاویوں کے ساتھ ان کے افسانوں میں دریافت ہوا۔محبت کا تصور ان کے ہاں سطحی ہے اور نہ قنوطی،

اس کے برعکس اس میں بڑی وسعت، تنوع اور گہرائی ہے۔ان کے افسانے قاری کو ملول نہیں کرتے،

نہ دل گرفتہ کرتے ہیں بلکہ یہ زندگی اور انسانوں سے محبت کرنا سکھاتے ہیں۔۔۔وہ خواب ضرور دیکھتے

ہیں لیکن اس مشاقی سے کہ زمین سے اور ارد گرد کے ماحول سے رشتہ قائم رہتا ہے۔" ۲۱

اشفاق احمد کے افسانوں میں "ایک محبت سو افسانے" سے لے کر "طلسم ہوش افزا" تک محبت کی نیرنگی دکھائی دیتی ہے۔ان کے خیال میں محبت کا جذبہ اپنے اندر ایک ایسا اعجاز رکھتا ہے کہ جس کی وجہ سے انسان کے خون میں موجود خطرناک جراثیموں پر فنا کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔ ۲۲ اشفاق احمد کے کرداروں کے ارد گرد محبت کا خوبصورت اور دلکش دائرہ ہے۔جس میں سادگی اور معصومیت ہے۔ان کے افسانوں میں فرد کا داخلی جذبہ اہمیت رکھتا ہے۔ان کے احساسِ محبت میں ماضی کی یادیں؛جن میں ہلکی سی کسک ہے؛کی جھلک بھی موجود ہے لیکن یہ کسک تلخ نہیں بلکہ اس میں بھی ایک شیرینی ہے۔یادیں چوں کہ زندگی کا بڑا سرمایہ ہوتی ہیں اور رومانی طبع رکھنے والے زندگی کی کٹھن منزلیں اسی سہارے عبور کرتے ہیں۔اشفاق احمد بھی یادوں کو جمع کرتے ہیں یہ ان کی زندگی سے رومان کا رویہ ہے۔ایک افسانے میں لکھتے ہیں:

"اس کے ساتھ ہی تمھیں سردیوں کی پیداوار نرگس کے پھولوں سے کتنا پیار تھا۔ایک دن جب تم

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

آپی کے کمرے میں پھولوں کو کوئی ترتیب دے رہی تھیں تو تم نے پتا نہیں ہر پھول کو کتنی مرتبہ چوما تھا

اور جب میں دہلیز پر آ کر کھڑا ہو گیا تو تم نے اپنا سویٹر نیچے کھینچ کر کتنی حسرت سے کہا تھا، ہائے یہ پھول

اگر بٹن ہوتے تو میں انھیں اپنے بسنتی سویٹر میں ٹانک لیتی۔" ۲۳

ان کے ہاں محبت میں وہ مقام بھی آ جاتا ہے جہاں محبت، مجاز سے حقیقت کا رخ کرتی ہے۔اشفاق اپنے کرداروں کے ذریعے انسان کو اپنے خالق سے محبت کا درس دیتے دکھائی دیتے ہیں۔"ایک محبت سو ڈرامے"میں شامل پہلا ڈرامہ "قرۃالعین" میں باپ اور بیٹے کی ابتدائی گفتگو اسی موضوع پر ہے۔باپ،جو اپنے بیٹے کی، پائلٹ بننے کی جنونی خواہش جانتا ہے۔اس شوق اور محبت کی شدت کو دیکھتے ہوئے باپ اپنے بیٹے کو جس انداز میں سمجھاتا ہے وہ مکالمہ دیکھیے:

ابو۔۔۔مرد کو شدید محبت اور عشق خدا سے کرنا چاہیے۔

اختر۔۔۔خدا سے !

ابو۔۔۔اس سے ٹوٹ پھوٹ نہیں ہوتی۔اندر خالی نہیں ہوتا۔ہوک نہیں اُٹھتی۔۔۔

ابو۔۔۔انسان کو ظاہر میں ہر وقت دنیا کے ساتھ رہنا چاہیے اور باطن میں حق کے ساتھ۔

اشفاق احمد کو صوفی بھی کہا گیا۔محبت اور انسانیت سے والہانہ لگاؤ اُنھیں صوفیوں سے محبت کا اہل بناتا ہے۔اشفاق احمد کے افسانے حقیقت،محبت اور تصوف کا حسین امتزاج ہیں۔وہ محبت کی حقیقت سے واقف، حقیقت پسندرومانی افسانہ نگار ہیں کہ محبت کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔انسان کے نازک جذبات و احساسات کی ترجمانی خوبصورت انداز میں کرتے ہیں۔اپنے افسانوں میں محبت کے کرداروں میں، انھوں نے ہر طبقے کی نمائندگی خوبصورتی اور خود اعتمادی سے کی ہے۔ان کے افسانوں میں رومانیت کا جذبہ غالب نظر آتا ہے لیکن یہ جذبہ اکثر حقیقت آمیز دکھائی دیتا ہے۔اشفاق احمد نے زندگی کی تلخیوں کو عشق اور محبت کی شیرینی سے دور کرنے کی راہ دکھائی ہے۔وہ زندگی کو اپنے افسانوں میں بیان کی جانے والی محبت ہی کی نظر سے دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں۔بقول ڈاکٹر انور سدید: "وہ کہانیوں کی زبان میں سوچتے اور زندگی کو افسانے کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔" ۲۴

ان کا مقبولِ عام جملہ، "اللہ آپ کو آسانیاں عطا فرمائے اور آسانیاں تقسیم کرنے کا شرف عطا فرمائے۔" ان کی، زندگی اور خالقِ زندگی سے عشق اور محبت کا پھیلاؤ ہے۔اشفاق احمد کو اپنے ہم عصر افسانہ نگاروں سے کئی حیثیتوں سے امتیاز حاصل ہے۔ایک تو یہ کہ عشق و محبت کی وسعتوں کو جس انداز میں انھوں نے موضوع بنایا اس سے پہلے کسی نے یہ انداز نہیں اپنایا۔دوسرے یہ کہ چند موضوع مخصوص کر لینے کے باوجود وہ صرف انھی موضوعات کے محتاج نہیں تھے اور انھوں نے محبت کے سب پہلوؤں کو ایک سیدھے سادے اور معصوم شاعرانہ انداز میں بیان کیا اور یہی ان کے اسلوب ا و ر تصورِ عشق کی نمایاں خوبی ہے۔ڈاکٹر محمد عالم خاں اشفاق احمد کے رومانی طرزِ احساس کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"اشفاق احمد کے افسانوں میں "محبت" کی مرکزیت، ان کے اظہار میں شعریت، ان کے طرزِ بیان میں

داخلی کیفیات کا اظہار اور ان کے ہاں ماضی پسندی کا رجحان، ان کے رومانی رویے کا آئینہ دار ہے۔اس کے

علاوہ انھوں نے فرد کے رومانی رویے کی جتنی شگفتگی اور پُر تاثر انداز سے اُجاگر کیا ہے، اس سے بھی ان کے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

رومانی خیالات نمایاں ہوتے ہیں۔" ۲۵؎

حوالہ جات

۱۔ فرہنگِ عامرہ، (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس: طبع چہارم ۲۰۰۴ء) ص: ۳۰۰

2.https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-ruumaan?lang=ur

۳۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات (اسلام آباد: ادارہ فروغِ قومی زبان، ۲۰۱۸ء) ص: ۱۲۹

۴۔ ڈاکٹر سیّد عبداللہ، رومانیت مشمولہ (لاہور: ادبِ لطیف، جوبلی نمبر ۱۹۶۳ء) ص: ۱۱

۵۔ ڈاکٹر سلیم اختر، داستان سرائے کا داستان گو، مشمولہ "راوی" اشفاق نمبر (لاہور: جی سی یونیورسٹی، ۲۰۰۵ء) ص: ۸

۶۔ نوائے وقت، روزنامہ (اسلام آباد: ۹ ستمبر ۲۰۰۴ء)

۷۔ قاضی جاوید، محبت اور انقلاب (لاہور: فکشن ہاؤس،) ص: ۴۹

۸۔ ڈاکٹر محمد عالم خاں، اُردو افسانے میں رومانی رجحانات (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، طبع اول، ۲۱۰۲ء) ص: ۱۳۵

۹۔ وقار عظیم، سیّد، فنِ افسانہ نگاری (دہلی: آفاق بک ڈپو، طبع اوّل، ۱۹۶۹ء)، ص، ۱۷۸

۱۰۔ محمد عالم خاں، ڈاکٹر، اُردو افسانے میں رومانی رجحانات (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، طبع اول، ۲۰۱۲ء) ص: ۵۷۴

۱۱۔ اشفاق احمد، صبحانے فسانے (جہلم: بک کارنر، ۲۰۱۷ء) ص: ۶۴

۱۲۔ انور سدید، ڈاکٹر، اُردو افسانے کی کروٹیں (لاہور، مکتبہ عالیہ، ۱۹۹۱ء) ص: ۱۳۹

۱۳۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، افسانہ اور افسانہ نگار (کراچی: اُردو اکیڈمی، سندھ، طبع اول، ۱۹۸۲ء) ص: ۲۷۹

۱۴۔ نذیر احمد، اشفاق احمد کی افسانہ نگاری، مشمولہ "فنون" (لاہور: نومبر، دسمبر ۱۹۶۹ء،) ص، ۲۰۴

۱۵۔ ڈاکٹر انوار احمد، اردو افسانہ، ایک صدی کا قصّہ، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع اول، ۲۰۰۷ء) ص: ۴۲۲

۱۶۔ اشفاق احمد، اجلے پھول (لاہور: بک لینڈ پبلشر، ۱۹۵۷ء) ص: ۱۸۲

۱۷۔ اشفاق احمد، اجلے پھول، ص ۱۹۵

۱۸۔ ایضاً، ص ۲۰۹

۱۹۔ اشفاق احمد، ایک محبت سو افسانے، (لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۳ء) ص: ۱۵۲

۲۰۔ انوار احمد، اردو افسانہ، ایک صدی کا قصّہ، ص: ۴۲۴

۲۱۔ طاہر مسعود، یہ صورت گر کچھ خوابوں کے (دہلی: مکتبہ جامعہ، ۲۰۱۲ء) ص، ۲۱۹

۲۲۔ ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی، اشفاق احمد کی سائنس فکشن، مشمولہ "راوی" (لاہور: جی سی یونیورسٹی، ۲۰۰۵ء) ص: ۷۴، ۷۳

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

۲۳۔اشفاق احمد، مسکن از "راوی" افسانے (لاہور: یونیورسل بکس، ۱۹۸۹ء) ص: ۶۱

۲۴۔ انور سدید، ڈاکٹر ، اُردو افسانے کی کروٹیں ، لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۹۱ء، ص: ۱۴۳

۲۵۔ڈاکٹر محمد عالم خاں، اُردو افسانے میں رومانی رجحانات، ص: ۵۸۳